مقاصد شریعت کی سعات وجہات

Objectives of Shari'a, Capacity and Dimensions

محمد امیر حمزہ*

ڈاکٹر ہمایون عباس**

Abstract

Ijtihad based on objectives of Sharia'h has been focused specially in the present age. The thing of special importance is that whether objectives of Shari'a are possible in all types and areas of Shari'a or is it reliable under specific circumstances. It is admitted that the authenticity of objectives of Shari'a is not valid for clear cut commandments of Shari'a as mentioned in the four basic sources of Shari'a. Although under exceptional circumstances, especially in the matter of dire needs, objectives of Shari'a are also authentic. Ijtihad based on Objectives of Shari'a and its validity, it is divided according to its uniqueness and flexibility. And in case of unique commandments, Ijtihad based on Objectives of Shari'a is not possible. However in other flexible commandments, objectives of Shari'a may be effective.

But it should be given due consideration in case of application of objectives of Shari'a, that they affect the commandments of Shari'a in many ways. It is therefore, various religious scholars have divided the objectives of Shari'a in multiple ways. Because it is necessary in legislation process, especially in personal issues but these different divisions are described by religious scholars for comprehension purpose only. Therefore, the application of the objectives of Shari'a on commandments of Shari'a is a very difficult task that can only be performed by a highly expert Mujtahid.

Key Words Sources of Shari'a, Objectives of Shari'a, legislation,

Commandments of Shari'a, Needs, Uniqueness, Flexibility

---

* پی ایچ ڈی اسکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد

** پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد

احکام شریعت زمان و مکان کے بدلنے سے بدلتے رہتے ہیں اسی طرح مقاصد اور مصالح کی وجہ سے بھی احکام شریعت میں تغیر و تبدل واقع ہوتا رہتا ہے۔اس لحاظ سے علماء اصول، احکام شریعت پر مقاصد شریعت کے اثر انداز ہونے کے کچھ میدان اور شعبے طے کر کے ان صورتوں کی تحدید کرتے ہیں جن میں مقاصد شریعت سے استناد، مجتہد کے لیے ضروری قرار پاتا ہے۔

مقاصد شریعت کی سعات

شریعت کے نصوص اور اجماع سے مستنبط ہونے والے احکامات مصالح کی وجہ سے اس لیے تبدیل نہیں ہوتے۔ کیونکہ شریعت کے منصوص احکام تو دائمی مصالح پر قائم ہوتے ہیں جن پر مقاصد شریعت اثر انداز ہو کر تغیر و تبدل کی وجہ نہیں بن سکتے اور اگر اثر انداز ہوں بھی تو صرف استثناء کی صورت پیدا کرنے کی حد تک ہوں گے و گرنہ ایسے منصوص احکام میں مقاصد شریعت کا اعتبار نہیں کیا جائے گا اور یہ عبادات اور کفارات کی قبیل سے ہیں۔

ایسے شعبوں میں مقاصد شریعت کا اعتبار نہیں کیا جائے گا لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ منصوص احکام، یا ان کی حکمت اور مشروعیت بہیم ہے بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ احکام پہلے سے ہی ان علل پر مشتمل ہیں جن کی رعایت خود شارع نے کی ہے۔ جس میں زمان، مکان، عرف اور حرج و مشقت کی وجہ سے کسی تبدیلی کی گنجائش نہیں۔ البتہ ان احکام کی علت و حکمت کے حجم اور مقدار میں حال اور مقام کے تفاوت کی وجہ سے کمی بیشی ہو سکتی ہے۔

مثلاً عبادات کے معاملہ میں سے حج میں علت اور مقاصد کی رعایت تیمم کے مقابلہ میں زیادہ کی گئی ہے کیونکہ حج کے مقاصد اور مصالح زیادہ واضح ہیں مثلاً " قربانی" کا مقصد اللہ تعالیٰ کے حکم کی اتباع کے ساتھ ساتھ فقراء کی امداد بھی ہے۔ جب کہ تیمم ایک اعتباری عبادت ہے جس کی علت محض نماز کی ادائیگی کے جواز کی حد تک محدود ہے۔

اس لیے ان شعبوں میں مصالح کا اعتبار نہیں کیا جائے کیونکہ شارع نے تمام مصالح کی رعایت کے بعد یہ حکم دیا ہے اور اب ان عصری اصطلاح کے حامل مقاصد شریعت کو عمل میں لانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ لہذا مقاصد شریعت کے اثر انداز ہونے کے شعبوں سے متعلق ڈاکٹر یوسف قرضاوی فرماتے ہیں:"ان علماء

الشريعة و مجتهديها توصلوا باستقراءالأدلة و الأحكام و القرائن و الأمارات الشرعية الى تقرير صفتين اثنتين للشريعة و أحكامها،صفة الثبات و القطع،و صفة التغير و الظن"[1]

"بے شک علماء شریعت اور مجتہدین ادلہ شرعیہ، احکام، قرائن اور شرعی علامتوں سے اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ بنیادی طور پر شریعت اور اس کے احکام کے دو وصف ہیں ایک قطعیت کا جبکہ دوسرا تغیر اور ظن کا۔"

اس تفصیل سے معلوم ہوا ہے کہ مقاصد شریعت کے احکام شریعت پر اثر انداز ہونے کے لحاظ سے دو صورتیں، ظنی یا تغیری ہیں۔ لہذا اصولیین قطعی صفت کا اطلاق مسلمات پر کرتے ہیں جو ہر دور میں موجود رہتے ہیں۔ جن سے عدول یا تنقیح مقاصد یا مصلحت کی وجہ سے نہیں کی جاتی۔ جبکہ تغیر اور ظن کی صفت کا اطلاق ان احکام پر کیا جاتا ہے جو حالات زمانہ، عرف، عادت اور حاجت و مشقت کی وجہ سے بدلتے رہتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مقاصد شریعت، قطعیات پر اثر انداز نہیں ہوتے اور ظنی احکامات میں ان کا اثر انداز ہونا مسلم ہے۔ ان کی وضاحت سے پہلے استثنایات کو ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۔ عقائد

وہ نظریات ہیں جن کو یقین کے ساتھ مانا جاتا ہو، مثلاً توحید، اسماء وصفات، تمام رسولوں اورآسمانی کتابوں پر ایمان لانا، بعث بعد الموت پر ایمان رکھنا اور ان کے علاوہ قرآن وسنت میں بیان کے گئے جملہ عقائد کو تسلیم کرنا۔ یہ وہ مسلمات ہیں کہ انسانی تاریخ میں کبھی بھی ان میں تبدیلی نہیں ہوتی۔

۲۔ عبادات

عبادات میں بھی مقاصد اور مصالح اثر انداز نہیں ہوسکتے کیونکہ عبادات سے مقصود شارع کے حکم کے مطابق بندگی کا اظہار ہے، جو ایسا حکم ہے جو دائمی مصالح پر مشتمل ہے۔ اس لیے ان میں تبدیلی ممکن نہیں۔[2]

۳۔ مقدرات

یہ وہ متعین، غیر محتمل محدود منصوص ہیں جن میں تبدیلی کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔ مثال کے طور پر میراث، عدت، حدود اور کفارات۔ اس لیے مصالح شریعت ایسے احکام پر بھی اثر انداز نہیں ہوسکتے۔

اسی طرح علماء اصول، مقاصد شریعت کی اثر اندازی کے شعبوں اور میادین کا تعین نصوص کی قطعیت و ظنیت سے بھی کرتے ہیں جس سے یہ بات مزید واضح ہو جاتی ہے کہ مقاصد شریعت کا اعتبار کس میدان میں کیا

جائے گا اور کس میں ان کا لحاظ نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ کچھ نصوص، احکام شریعت پر اس انداز سے منطبق ہوتی ہیں کہ جن میں مزید اجتہاد کے عمل کی کوئی گنجائش ہی نہیں رہتی۔ اس لیے مقاصد شریعت کے دائرہ ہائے کار کو نصوص کی قطعیت وظنیت سے سمجھنے میں کافی مدد ملتی ہے۔ لہذا نصوص کی قطعیت وظنیت کے لحاظ سے مقاصد شریعت کے دائرہ ہائے کار کی ترتیب کچھ یوں ہے۔

ا۔ قطعی الدلالۃ اور قطعی الثبوت نصوص

یعنی ایسی نص جو قطعی طور پر ثابت بھی ہو اور حکم شرعی پر بھی اس کی دلالت قطعی ہو۔ اس کی مثال یہ قرآنی آیت ہے: "اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ "[3]

اس آیت میں زانی مرد اور زانیہ عورت کو سو کوڑے مارنے کی سزا کا حکم دیا گیا ہے۔ لہذا زانی مرد اور عورت پر یہ نص قطعی الدلالۃ اور قطعی الثبوت ہے۔ اس لیے اس نص کی کوئی تاویل نہیں کی جا سکتی۔ اس لیے کہ یہ اجتہاد کا محل ہی نہیں رہا۔[4]

۲۔ قطعی الثبوت اور ظنی الدلالۃ

یہ وہ نصوص ہیں جو زیادہ معانی کی متحمل ہونے کے ساتھ اتنے غیر مغلق ہوتے ہیں ان کے سمجھنے کے لیے قرائن کا سہارا لینا پڑتا ہے جیسا کہ علماء اصول نے قرائن کی وضاحت کی ہے۔[5]

اس کی مثال قرآن مجید کی یہ آیت ہے: "وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ"[6]

"اور مطلقہ عورتیں خود کو تین حیض تک روکے رکھیں۔"

اس آیت میں لفظ "قروٓ" طہر اور حیض میں مشترک ہونے کی وجہ سے قطعی نہ رہا بلکہ ظنی ہو گیا۔ تو ایسے نصوص میں احکام ثابت کرنے کے لیے اجتہاد کی اجازت ہے۔ جیسا کہ علامہ شوکانی بیان کرتے ہیں:

"أن الله لم ينص على جميع الأحكام الشرعية أدلة قاطعة بل جعلها ظنية للتوسيع على المكلفين لئلا ينحصروا فی مذهب واحد لقيام الدليل القاطع عليه "[7]

اللہ تعالی نے تمام احکام شریعت کے بیان میں دلائل قطعیہ اس لیے بیان نہیں کیئے تا کہ مکلفین کے لیے وسعت اور کشادگی کا سامان کیا جائے کہ قطعی دلیل کے قائم ہو جانے کی وجہ سے وہ کسی ایک ہی مذہب پر اکتفاء نہ کرلیں جس کی وجہ سے وہ مشقت کا شکار ہو جائیں۔ لہذا ایسی نصوص میں صرف ان کے محل ظنیت میں

اجتہاد مقاصدی جائز ہے۔

۳۔ ظنی الثبوت اور قطعی الدلالہ

اس کی مثال حضرت عمرو بن شعیبؒ کی وہ روایت جس میں وہ فرماتے ہیں:" أن النبی ﷺ کبر فی صلوة العید سبعا فی الأولیٰ و خمسا فی الاٰخرة "[8]

"نبی ﷺ نے نماز عید کی پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ تکبیریں پڑھیں۔"

اب تکبیرات کی تعداد کی حد تک تو یہ حدیث قطعی ہے حالانکہ عید کی تکبیرات کی تعداد میں علماء کے مختلف اقوال ہیں کیونکہ اس بارے بہت سی احادیث اور اخبار موجود ہیں جو کہ ظنی الثبوت ہیں۔ اس لیے یہاں اجتہاد کا محل اس حدیث کی نبی اکرم ﷺ سے نسبت ہے کہ اس حدیث کی آپ ﷺ سے نسبت قوی ہے یا کہ ضعیف۔ اس لیے ایسی احادیث کو محدثین، اخبار احاد کا نام دیتے ہیں۔ لہذا ایسی نصوص میں بھی کسی حد تک مقاصدی اجتہاد کی گنجائش ہے۔[9]

۴۔ ظنی الثبوت اور ظنی الدلالہ

یعنی وہ نصوص جو ثبوت اور دلالت، دونوں لحاظ سے ظنی ہو۔ مثال کے طور آپؐ نے فرمایا:"لا تبع ما لیس عندک "[10]

وہ چیز نہ بیچو جو تمہارے پاس نہیں ہے۔ اب اس حدیث میں نہی سے متعلق حکم مجہول ہے یعنی یہ معلوم نہیں کہ آیا آپ ﷺ نے کونسی چیز کی بیع سے منع فرمایا ہے جو بائع کی ملکیت میں نہ ہو یا مجلس میں موجود نہ ہو۔ تو چونکہ اس حدیث کی دلالت ظنی ہے اس لیے اس میں فقہاء نے اجتہاد سے کام لیا۔ لیکن اس کے ساتھ یہ حدیث ظنی الثبوت بھی ہے اس لیے کہ یہ خبر واحد ہے جو کہ تواتر کے درجہ میں نہیں۔ لہذا اس حدیث میں ثبوت اور دلالت دونوں جہات سے اجتہاد کی گنجائش ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ بعض اوقات منصوص احکام میں بھی کبھی کبھی مقاصد شریعت کے تحت اجتہاد کی گنجائش ہوتی ہے۔ البتہ غیر منصوص احکام میں بالاتفاق مقاصد شریعت اثر انداز ہوتے ہیں۔[11] کیونکہ انسان کو زندگی میں ایسے بہت سے نئے مسائل درپیش آتے رہتے ہیں جن کا حل مسلمان ہونے کے ناطے شریعت اسلامی کی روشنی میں ضروری ہوتا ہے اس لیے مجتہدین مقاصد شریعت کو عمل اجتہاد میں بروئے کار لاتے ہوئے

ادلہ تفصیلیہ کی روشنی میں ان کا حل نکالتے ہیں۔

مقاصد شریعت کی جہات

احکام شریعت پر اثر انداز ہونے والے مقاصد شریعت علماء اصولیین نے مختلف تقسیم بھی مختلف جہات سے کرتی ہے البتہ جن میں سے بعض کا ایک دوسری سے گہرا تعلق ہوتا ہے۔ البتہ ان تمام تقسیمات کو ایک ہی اعتبار میں جمع کرنا مناسب نہیں اس لیے ذیل میں اس کی تقسیم مختلف جہات سے کی جاتی ہے۔

ا۔ صاحب قصد کے لحاظ سے مقاصد شریعت کی تقسیم

اس لحاظ سے مقاصد کی دو اقسام ہیں ا۔ مقاصد شارع ۲۔ مقاصد مکلف

مقاصدِ شارع

اس کو اصولیین نے چار انواع ذکر کی ہیں۔ [12] پہلی نوع شریعت کے وضع کرنے کے مقاصد سے متعلق ہے اور اس میں سب سے اہم مقصد، شریعت کا نزول ہے۔ جس کا ذکر کرتے ہوئے علامہ جوینیؒ فرماتے ہیں: ’’و من لم يتفطن لوقوع المقاصد فى الأوامر و النواهى فليس على بصيرة فى وضع الشريعة ‘‘ [13]

جو مقاصد شریعت کے اوامر و نواہی میں واقع ہونے کے علم سے آگاہ نہیں، اسے استنباط احکام کے عمل کی کوئی بصیرت حاصل نہیں۔ اور مقاصدِ شارع کی دوسری نوع، شریعت وضع کرنے سے متعلق شارع کے مقاصد ہیں تاکہ شریعت کے اسرار اور حکمتوں کا مکلفین ادراک کر سکیں۔ اور تیسری نوع مکلف بنانے سے متعلق ہے جب کہ چوتھی قسم مکلف کی احکام شریعت سے متعلق داخل ہونے سے متعلق ہیں۔

مقاصد مکلفین

مکلفین کے مقاصد سے متعلق ابن عاشور بیان کرتے ہیں: ’’مقاصد الناس هى التى لأجلها تعاقدوا أو تعاملوا أو تعاونوا أو تقاضوا أو تصالحوا ‘‘ [14]

لوگوں کے مصالح وہ ہیں جن کی وجہ سے وہ باہمی معاہدے یا معاملات یا تعاون یا فیصلہ یا مصالحت کرتے ہیں لہذا علماء اصول، نیت کو مکلفین کے مقاصد میں بنیادی مقصد شمار کرتے ہیں۔ اس لیے وہ فرماتے ہیں

’’النية هى القصد الى الشيئ و العزيمة على فعله ‘‘ [15]

نیت کسی کام کے قصد کرنے اور اسے عملی طور پر انجام دینے کے پختہ ارادے کا نام ہے۔

۲۔ مراتب کے لحاظ سے مقاصد کی تقسیم

مقاصد شریعت کے تین مراتب ہیں: ضروریات، حاجیات اور تحسینیات۔اس بارے علامہ شاطبیؒ فرماتے ہیں: "تكاليف الشريعة ترجع الى حفظ مقاصدها فى الخلق و هذه المقاصد لا تعدو ثلاثة اقساماأحدها أن تكون ضرورية و الثانى أن تكون حاجية والثالث أن تكون تحسينية "[16]

شرعی تکالیف سے مراد خلق اور مکلفین کے مقاصد کا تحفظ ہے اور ایسے مقاصد کی تعداد تین سے تجاوز نہیں کر سکتی ان میں سے پہلا ضروری دوسرا حاجی اور تیسرا مرتبہ تحسینی ہے۔

مقاصد ضروریہ

شاطبی مقاصد ضروریہ کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "هى التى لابد منها فى قيام مصالح الدين و الدنيا بحيث اذا فقدت لم تجر مصالح الدنيا على استقامه، بل على فساد و تهارج و فوت حياة، و فى الأخرى فوت النجاة و النعيم و الرجوع بالخسران المبين "[17]

یعنی ضروری مقاصد یہ ہیں کہ جن کے بغیر دین و دنیا کے مصالح قائم نہیں رہ سکتے بایں طور کہ جب یہ فوت ہو جائیں تو دنیوی مصالح اپنی استقامت پر باقی نہ رہیں بلکہ ان میں فساد لاحق ہو جائے اور مقصد حیات فوت ہو جائے جبکہ آخرت کے ضروری مقاصد کے بغیر نجات اور حصول جنت کے مقاصد فوت ہو جائیں اور بہت بڑے فساد کا سامنا کرنا پڑے۔

اس کی مزید وضاحت ابن عاشور اس طرح کرتے ہیں کہ تمام امت ضروری مقاصد کے حصول میں متفق ہے کہ اگر یہ فوت ہو جائیں تو امت کا دنیوی نظام خرابی کا شکار ہو جائے اور ایسی صورت میں امت اغیار کے تسلط میں چلی جائے۔لہذا ضروریات وہ مصالح ہیں جن کے تحفظ سے نوع انسانی کا نظام قائم ہے۔ [18]

اور ان ضروری مقاصد کو شاطبی سے پہلے کے علماء اصول بھی بیان کرتے آئے ہیں۔ان کے نزدیک ضرورت سے وہ چیز ہوتی ہے جس کی ضرورت معاشرے کو اس شدت کے ساتھ لاحق ہو کہ اس کی وجہ سے ناجائز چیز کے استعمال میں بھی رخصت مل جاتی ہو اور جس کے تحفظ کے بغیر امت کمزور ہو جاتی ہو اور قوی ضعیف ہو جاتے ہوں اور صاحب حرفت لوگوں کو اپنا پیشہ چھوڑنا پڑتا ہو، فصلیں خراب ہو جاتی ہوں حتی کہ نظام

زیست درہم برہم ہو جاتا ہو جبکہ جس کے تحفظ کا حکم شریعت کرتی ہے۔ [19]

اور یہ پانچ چیزیں جن کے تحفظ کیئے بغیر احکام شریعت کا استنباط کرنا شریعت کے روح کے خلاف ہے اور وہ یہ ہیں دین، جان، عقل، نسل اور مال۔

مقاصد حاجیہ

اس سے مراد وہ مقاصد ہیں جن کے تحفظ کے بغیر انسان مشقت کا شکار ہو جاتا ہے اس کی تعریف کرتے ہوئے علامہ شاطبی فرماتے ہیں:"و ھی ما کان مفتقرا الیھا من حیث التوسعة و رفع الضیق المؤدی فی الغالب الی الحرج و المشقة الاحقة بفوت المطلوب،بحیث اذافقدت لا تبلغ المفسدة بالمکلف مفسدة فقدانه الضروریات" [20]

یعنی حاجی، وہ مقاصد ہیں جن کا انسان اور مکلف کشادگی کے حصول اور تنگی کے دور کرنے میں محتاج ہوتا ہے۔ اور ان کا تحفظ نہ کرنے سے مکلف، حرج اور مشقت کا شکار ہو جاتا ہے اس حیثیت سے کہ اگر یہ حاجی مصالح فوت ہو جائیں تو مکلف ضروریات کے فوت ہونے سے کم درجہ کے فساد کا شکار ہوتا ہے۔

لہذا حاجیات، ضرورت کے درجہ سے کم ہوتی ہیں جس کا اعتبار نہ کرنے سے انسان مشقت کا شکار ہو جاتا ہو اور اس کا تحفظ سے یسر کا ذریعہ ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "یُرِیْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْیُسْرَ وَ لَا یُرِیْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ" [21]

"اللہ تمہارے لیے آسانی چاہتا ہے اور وہ تمہارے لیے تنگی نہیں چاہتا۔"

نیز اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی ہے کہ "وَمَا جَعَلَ عَلَیْكُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ" [22]

"اور اس نے تم پر دین کے معاملہ میں کوئی حرج نہیں رکھا۔"

اور حاجیات سے متعلق ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرمان ہے "یُرِیْدُ اللّٰهُ اَنْ یُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا" [23]

"اللہ تمہارے لیے تخفیف چاہتا ہے اور انسان کو کمزور پیدا کیا گیا ہے۔"

لہذا شریعت اسلامیہ کی بنیاد تخفیف، رفع حرج اور دفع مشقت ہیں اسی لیے علماء اصول نے یہ فقہی قاعدہ مرتب کیا ہے:"المشقة تجلب التیسیر" [24]

"مشقت، آسانی کے حصول کا تقاضا کرتی ہے۔"

مقاصد تحسینیہ

مقاصد تحسینیہ کی تعریف کرتے ہوئے علامہ شاطبیؒ فرماتے ہیں:"هى الأخذ بما يليق من محاسن العادات و تجنب الأحوال المدنسات التى تأنفها العقول الراجحات و يجمع ذلک قسم مكارم الأخلاق "[25]

"اچھی عادات کو اختیار کرنا جس میں تمام اعلی اور عمدہ اخلاق شامل ہیں اور برے احوال سے بچنے کو تحسینات کا نام دیا جاتا ہے۔ گویا تحسینات کی حیثیت مقاصد اور مصالح کے لیے تتمہ اور تکملہ کی ہے۔"

بعض علماء تینوں انواع کے مکملات کو بھی مقاصد کے مراتب میں شمار کرتے ہیں۔ [26]

مثلاً جان کی حفاظت ضروریات کے قبیل سے ہے جس کے تحفظ کے لیے قصاص کو مشروع قرار دیا گیا ہے جو حفاظت جان کے لیے مکمل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسی طرح حاجیات میں حرمت ربوٰ کہ اس کا مقصد حفاظت مال ہے جبکہ بیع کا جواز اس کے لیے مکمل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور تحسینات میں حدث کے آداب اور طہارت کے مستحبات، اس کے مکملات میں شامل ہیں۔ اسی طرح حاجیات اور تحسینات، ضروریات کے مکملات میں شمار ہوتے ہیں۔ اس لیے اس جہت سے بھی حاجیات اور تحسینات اور ان کے مکملات کا تحفظ ضروری ہے۔

۳۔ زمانہ کے اعتبار سے مقاصد کی اقسام

زمانہ کے اعتبار سے مقاصد شریعت کی دو اقسام ہیں ا۔ دنیوی مقاصد ۲۔ اخروی مقاصد

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی طرف سے عبادات، طاعات اور اعمال کے معاملہ میں بے نیاز ہے اسے گنہگاروں کی معصیت مضر نہیں بلکہ وہ دنیا و آخرت میں اپنے بندوں کی بھلائی چاہتا ہے۔ لہذا اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اطاعت وہی شخص کرتا ہے جسے اللہ تعالیٰ اس کی توفیق بخشتا ہے۔ لہذا علماء اصول نے مقاصد شریعت کی دنیوی واخروی مقاصد کے لحاظ سے بھی تقسیم کی ہے جو کہ درج ذیل ہے۔

دنیوی مقاصد

شریعت اسلامیہ نے سمحہ رأفہ میں انسان کے دنیوی مقاصد کا تعین کر کے ان کے تحفظ کا اہتمام بھی کیا ہے۔ لہذا شریعت میں انسان کی بھلائی ہے اور ان سے مفاسد کے تدارک کے لیے عقوبات کو وضع کیا تا کہ نوع

انسانی سے مفاسد کا تدارک کر کے ان کی زندگیوں کو پاکیزہ اور پر امن بنایا جائے۔ دنیوی مصالح کی تعریف کرتے ہوئے عز الدین بن عبد السلام بیان کرتے ہیں:"فمصالح الدنیا أو المصالح العاجلة ما تدعو الیه الضروریات أو الحاجیات أو التحسینات و التتمات و التکملات " [27]

یعنی دنیوی مصالح وہ ہیں جن کے حصول اور تحفظ کا تقاضا ضروریات یا حاجیات یا تحسینات یا تتمات اور تکملات سبھی کرتے ہیں۔

اخروی مقاصد

اخروی لحاظ سے مقاصد کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

ا۔ ثواب کے حصول کے مقاصد۔ ۲۔ عذاب سے بچنے کے مقاصد

ثواب کے حصول کے مقاصد کی مثال جیسے جنت کا حصول، فرائض وواجبات کی ادائیگی اور اعمال صالحہ۔ اُخروی مقاصد کی مثال جیسے عذاب سے بچنا اور یہ گناہوں سے بچنے اوامر اور نواہی پر عمل پیرا ہونے بے حیائی اور فواحش کے ترک کرنے سے حاصل ہوتے ہیں۔ لہذا یہ مصالح ثواب کے حصول اور عذاب سے نجات پر مشتمل ہیں چونکہ یہ اخروی مقاصد، انسان کے لیے زیادہ اہمیت کے حامل ہیں۔ اسی لیے بہت سے سلف صالحین نے دنیا کے بدلے آخرت کا سودا کیا ہے۔

قرآن مجید میں اخروی مقاصد کو مختلف عنوانات سے بیان کیا گیا ہے جس کی مثالیں درج ذیل ہیں

ا۔ صرف اخروی مصالح کا بیان جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:"اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْن اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِیْنَ وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ ° لَا یَمَسُّهُمْ فِیْهَا نَصَب وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِیْنَ" [28]

"بے شک ڈر والے باغوں اور چشموں میں ہیں۔ ان میں داخل ہو سلامتی کے ساتھ امان میں اور ہم نے ان کے سینوں میں جو کچھ کینے تھے سب کھینچ لیے۔ آپس میں بھائی ہیں تختوں پر روبرو بیٹھے۔ نہ انہیں اس میں کچھ تکلیف پہنچے، نہ وہ اس میں سے نکالے جائیں۔"

نیز اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں بھی اخروی مصالح کو بیان کیا گیا ہے"سَلٰم عَلَیْکُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِیْنَ" [29]

"سلام تم پر تم خوب رہے تو جنت میں جاؤ ہمیشہ رہنے۔"

صرف مفاسد کا بیان

قرآن مجید میں آخرت کے صرف مفاسد کو بھی بیان کیا گیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے"لَا یُفَتَّرُ عَنۡهُمۡ وَهُمۡ فِیۡهِ مُبۡلِسُوۡنَ" [30]

"وہ کبھی ان پر سے ہلکا نہ پڑے گا اور وہ اس میں بے آس رہیں گے۔"

نیز اس سلسلہ میں ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:"لَا یَمُوۡتُ فِیۡهَاوَلَایَحۡیٰی"[31]

"جس میں نہ ہو جیئے گا اور نہ اس میں مرے گا۔"

۴۔اصلی اور فرعی لحاظ سے مقاصد شریعت کی تقسیم

اس اعتبار سے بھی مقاصد کی دو اقسام ہیں ا۔اصلی ۲۔فرعی

مقاصد اصلیہ

یہ وہ مقاصد ہیں جو انسان سے مطلوب ہوتے ہیں جبکہ فرعی مقاصد اصل میں تو مطلوب نہیں ہوتے لیکن اصلی مقاصد کا حصول فرعی مقاصد کے بغیر ممکن نہیں ہوتا۔گویا اصلی اور فرعی مقاصد کی حیثیت لازم و ملزوم کی ہے۔اس کی وضاحت ذیل کی مثال سے بخوبی ہو جائے گی کہ اللہ تعالیٰ نے نماز کا حکم دیا اب اس حکم کا مقصد اول نماز کی ادائیگی ہے جب کہ یہ مقصد اول ایک فرعی مقصد یعنی طہارت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔اس کی وضاحت میں علماء اصول یہ فقہی قاعدہ بیان کرتے ہیں

"ما لا یتم الواجب الا به فهو واجب " [32]

"جس کے بغیر واجب مکمل نہ ہو، وہ بھی واجب ہوتا ہے۔"

لہٰذا مقاصد اصلیہ کے لیے ضروری ہے کہ ان میں فرعی مقاصد کی بہ نسبت زیادہ قوی مصلحت موجود ہو۔اس لیے کہ شارع کی نسبت سے یہ ممکن نہیں کہ بڑی مصلحت کو چھوڑ کر اس سے کم درجہ کی مصلحت کا اعتبار کیا گیا ہو۔اس لیے علامہ شاطبی رقمطراز ہیں:"فأما المقاصد الأصلية فهی التی لا حظ فيها للمكلف و هی الضروريات المعتبرة فی كل ملة " [33]

"مقاصد اصلیہ میں مکلف کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا کیونکہ یہ وہ ضروریات ہیں جن کا حصول ہر ملت میں

ضروری ہوتا ہے۔"

لہذا علامہ شاطبیؒ، مقاصد اصلیہ میں مکلف کے عمل دخل کی نفی کی وضاحت میں مقاصد اصلیہ اور ضروریہ کو دو اقسام میں تقسیم کرتے ہیں۔

۱۔ضروریات عینیہ

جو ہر مکلف پر لازم ہوں۔ مثلاً ہر مکلف پر اپنے عقیدہ اور عملی کی حفاظت لازم ہے اسی طرح جان، نسل، عقل اور مال کی حفاظت بھی ہر مکلف پر لازم ہے جس سے وہ صرف نظر نہیں کر سکتا۔ [34]

۲۔ضروریات کفائیہ

اس سے مراد وہ مقاصد عامہ ہیں جو ضروری اور عینی مقاصد کے حصول کا ذریعہ ہوں۔ مثلا دین کی حفاظت کے لیے اسلامی مملکت کا قیام، کہ ایسی صورت میں دین کے تحفظ کی غرض سے مکلف کو خلیفہ کی حکم عدولی کی اجازت نہیں۔ لہذا مقاصد ضروریہ کفائیہ میں بھی مکلف کا عمل دخل نہیں۔

مقاصد فرعیہ

جو مقاصد اصلیہ کے ضمن میں حاصل ہوتے ہوں اور ان میں شرعی مقاصد اور اوامر کے حصول کے ساتھ ساتھ مکلف کے اپنے مقاصد بھی شامل ہوتے ہیں۔ مثلاً نکاح کرنا۔ جس کا مقصد قواعد تناسل ہے۔ مکلف جب اس حکم کی پیروی کرتا ہے لیکن بعض اوقات مکلف کے نزدیک نکاح کا مقصد عورت کا حسن اور مال کا اتباع ہوتا ہے۔ جو اسے نکاح کے ضمن میں حاصل ہو جاتا ہے۔ یہ مقاصد فرعیہ، تبعیہ یا ضمنیہ کہلاتے ہیں۔

علامہ شاطبیؒ مقاصد فرعیہ کی تعریف کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:"المقاصد التی روعی فیها حظ المکلف "[35]

وہ مقاصد جن میں مکلف کے حصہ کی رعایت کی گئی ہو انہیں مقاصد فرعیہ کہا جاتا ہے۔ اسی طرح حج کا اصل مقصد، تقوی اور رضائے الٰہی کا حصول ہے لیکن اگر کوئی حاجی، حج کے ساتھ ساتھ تجارت بھی کرنے لگ جائے تو تجارت اس مکلف کا فرعی مقصد ہوا جس کی اجازت قرآن مجید نے دی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاح" اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلاً مِّنْ رَّبِّكُمْ[36]

"تم پر کچھ گناہ نہیں کہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔"

اسی آیت سے امام غزالیؒ، دوران حج تجارت کے جواز پر علماء کا اجماع نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:" و یشهد لهذا اجماع الأمة على أن من خرج حاجا و معه تجارة صح حجه و أثيب عليه،و قد امتزج به حظ من حظوظ النفس "[37]

البتہ علماء اصول نے مقصد فرعی کا اعتبار چند شرائط سے کیا ہے۔ اور وہ شرائط درج ذیل ہیں:

۱۔ فرعیہ مقاصد اصلیہ کے لیے معاون اور مؤید ہوں۔

۲۔ اور یہ کہ ضمنی مقاصد پر عمل اخلاص سے ہو۔

۳۔ مقاصد اصلیہ ان ضمنی مقاصد کا تقاضا کر رہے ہوں۔ اس کی مزید وضاحت علامہ شاطبیؒ کی اس تحریر سے ہوتی ہے:"القصد التابع اذا كان الباعث عليه القصد الأصلى كان فرعا من فروعه فله حكمه"[38]

لہذا مقاصد فرعیہ ضمنیہ اگر مقاصد اصلیہ کے لیے مدد و معاون ہوں تو یہ عبادات میں بھی معتبر ہیں اور اگر ایسا نہ ہو تو عبادات میں ان کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ اسی طرح اگر ان کا مقاصد اصلیہ سے کوئی ربط و تعلق نہ ہو لیکن یہ مقاصد اصلیہ کی روح کے خلاف بھی نہ ہوں تو عادات میں ان کا اعتبار کیا جائے گا جبکہ ایسی صورت میں عبادات میں ان کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

۵۔ عموم و خصوص کے لحاظ سے مقاصد شریعت کی تقسیم

عموم و خصوص کے لحاظ سے مقاصد شریعت کی درج ذیل تین اقسام ہیں۔

۱۔ مقاصد عامہ ۲۔ مقاصد خاصہ ۳۔ مقاصد جزئیہ

مقاصد عامہ

مقصد تخلیق

یہ شریعت اسلامیہ کا اہم ترین مقصد ہے کیونکہ اس بارے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:"وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ" [39]

"اور میں نے جن اور انسان کو صرف اپنی عبادت کے لیے تخلیق کیا۔"

اور یہ مقصد تمام انبیاء و رسل کی دعوت میں مشترک رہا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:"وَلَقَدْ

بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ" [40]

"اور بے شک ہر امت میں سے ہم نے ایک رسول بھیجا کہ اللہ کو پوجو اور شیطان سے بچو۔"

نیت کی درستگی

یہ بھی مقاصد عامہ میں شامل ہیں کیونکہ شریعت اسلامیہ میں خاص معانی و مطالب کا اعتبار ہی شریعت کا اصل مقصد ہے جیسا کہ شاطبیؒ فرماتے ہیں:"الأعمال بالنيات و المقاصد المعتبرة فی التصرفات من العبادات والعادات "[41]

"اعمال کا دارو مدار نیتوں پر ہے اور عبادات اور معاملات وعادات میں تصرف کا دار و مدار معتبر مقاصد پر ہے۔"

اسی لیے علماء اصول یہ فقہی قاعدہ بیان کرتے ہیں:"العبرة بالمعانی و الأوصاف "[42]

"شریعت میں معانی اور اوصاف کا اعتبار کیا جاتا ہے۔"

مکارم اخلاق کا حصول

مکارم اخلاق کا شمار بھی مقاصد عامہ میں ہوتا ہے کیونکہ اس بارے اللہ تعالیٰ کا واضح فرمان ہے""هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلاً مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ" [43]

"وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب وحکمت کا علم عطا فرماتے ہیں اور بے شک وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے"

اور نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان سے بھی اس کی اہمیت واضح ہے:" انما بعثت لأتمم مكارم الأخلاق"[44]

"مجھے عمدہ اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہے۔"

رفع حرج

عدم حرج سے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:"یُرِیْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْیُسْرَ وَ لَا یُرِیْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ"[45]

"اللہ تمہاری آسانی چاہتا ہے اور تمہاری تنگی نہیں چاہتا۔"

ایک اور جگہ عدم حرج اور قلت تکلیف سے متعلق اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:"وَمَا جَعَلَ عَلَیْكُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ"[46]

"اور اس نے تم پر دین میں کوئی تنگی نہ رکھی۔"

لہذا رفع حرج اور تیسیر کا حصول شریعت کے اہم مقاصد عامہ میں شامل ہیں۔

عدل

عدل کو مقاصد شریعت میں عدل کو اس قدر اہمیت حاصل ہے کہ ابن تیمیہ اس کی وجہ سے مقاصد ستہ کے قائل ہیں۔[47] جس کی اہمیت سے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ[48]

'نیز اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے اس کی اہمیت مزید واضح ہو جاتی ہے۔"

"یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّاخَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ط اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْم خَبِیْر" [49]

مقاصد خاصہ: وہ مقاصد جو ہر شعبہ میں الگ سے متعین کیئے جاتے ہوں مثلاً معاملات کے باب میں دفع ضرر فقہ الأسرہ میں عدم اضرار مقصد خاص ہے۔اس بارے جمال الدین عطیہ فرماتے ہیں:"فہی مقاصد متجانسة من الشريعة أو مجموعة متجانسة من أحكامها و كذالک الخاصة بالعلوم الانسانية و الاجتماعية و الكونية لضبطها بموازين الشريعة " [50]

مقاصد خاصہ شریعت یا ان احکام سے اخذ کیئے جاتے ہیں جو کہ انسانی علوم اور معاشرے کے رواج کے ساتھ خاص ہوتے ہیں اور شریعت کی میزان پر پورا اترتے ہیں۔ مقاصد خاصہ کی مزید وضاحت کے لیے ذیل میں کچھ مثالیں پیش کی جاتی ہیں جن سے ان کی فقہی ابواب میں تعیین کے لحاظ سے آگاہی ہو جائے گی۔ مثلاً عبادات کے باب میں بظاہر صرف بندگی بجالانا ہی اصل مقصد معلوم ہوتا ہے لیکن اس کے بہت سے دینی و دنیوی مقاصد خاصہ بھی ہیں۔ مثلاً خشوع و خضوع، برائی سے بچنا اور نیکی کی طرف رغبت وغیرہ۔ جیسا کہ امام الحرمین جوینی فرماتے ہیں:"و مثال هذه القسم العبادات البدنية المخصة فانه لا يتعلق بها أغراض دفعية ولا نفعية و لكن لا يبعد أن يقال تواصل الوظائف يديم مرون العباد على حكم الانقياد و تجديد العهد بذكر الله تعالىٰ ينهى عن الفحشاءو المنكر" [51]

مثال کے طور پر خاص بدنی عبادات کہ جن میں ظاہری طور پر ان کے کرنے یا نہ کرنے کے مقاصد معلوم نہیں لیکن یہ قول کرنا بعید از قیاس بھی نہیں کہ ایسی مسلسل عبادات سے لوگوں کے انتظامی معاملات میں

آسانی ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس عہد کی تجدید ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ بے حیائی اور برائی سے منع فرماتا ہے۔

اسی طرح معاملات کے مقاصد خاصہ کو بھی علماء نے بیان کیا ہے اور نیت اور معانی کو اس باب کے اہم ترین مقاصد خاصہ میں شمار کیا جاتا ہے۔جیسا کہ شاطبیؒ فرماتے ہیں:”و أما أن الأصل فی العادات الالتفات الی المعانی “[52]

یعنی معاملات میں صرف ظاہری حالت پر نہیں بلکہ دین کے تمام پس منظر کو مد نظر رکھنا ہوتا ہے اسی لیے معاملات کے باب میں ایک وقت میں ایک چیز ناجائز ہوتی ہے جبکہ دوسری حالت میں وہی چیز کسی مصلحت کے تحت جائز ہو جاتی ہے۔

مقاصد جزئیہ: یہ وہ مقاصد ہیں جو محض ایک متعین مسئلہ میں ہی متحقق ہوتے ہیں لہذا جس طرح کسی ایک خاص مسئلہ میں خاص علت یا حکمت کار فرما ہوتی ہے،اسی طرح کسی خاص مسئلہ میں مقاصد جزئیہ بھی متحقق ہوتے ہیں۔اور مقاصد جزئیہ کو حکمت تشریع یا فلسفہ شریعت اسلامی کے تحت بیان کیا جاتا ہے۔

6۔ حصول کے لحاظ سے مقاصد کی تقسیم

اس کی بھی دو اقسام ہیں. ا۔وہ افعال جو قصد کرنے سے حاصل ہوتے ہیں مثلاً اقامت صلوۃ سے حفاظت دین کا مقصد،اور قصاص کے ذریعے حفاظت نفس کا مقصد اور شرب خمر کی حد کے ذریعے حفاظت عقل کا مقصد جو کہ افعال کے کرنے کے دوران ہی ذہن میں موجود ہوتے ہیں۔

۲۔دوسری قسم کے مقاصد وہ ہیں جو افعال سے قصداً حاصل نہیں ہوتے بلکہ ان کے انجام کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کا تعین کر کے ان کے حصول کی کوشش کی جاتی ہے۔لہذا یہ مقاصد انجام کو مد نظر رکھتے ہوئے کسی مصلحت کے حصول یا کسی مفسدہ کے تدارک کے لیے متعین کیئے جاتے ہیں۔اس قسم کے مقاصد کی اہمیت سے متعلق علامہ شاطبیؒ فرماتے ہیں:”و ھو مجال للمجتہد،صعب المورد،الا أنه عذب الذائق،محمود الغب،جار علی مقاصد الشریعة “

ایسے مقاصد کی مزید اہمیت اس مثال سے واضح ہو جائے گی کہ شریعت اسلامیہ میں مشرکین کے معبودان باطلہ کو گالی دینے سے اس لیے منع کیا گیا ہے کہ کہیں وہ ضد میں آ کر ہمارے معبود بر حق کو گالی کا ارتکاب نہ کر بیٹھیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:”وَلَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَیَسُبُّوا

اللّٰہَ عَدْوًا م بِغَیْرِ عِلْمٍ"[53]

"اور انہیں گالی نہ دو جن کو وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں کہ وہ اللہ کی شان میں بے ادبی کریں گے، زیادتی اور جہالت سے۔"

۷۔ اثبات کے لحاظ سے مقاصد کی تقسیم اس لحاظ سے مقاصد شریعت کی دو اقسام ہیں ا۔ قطعی ۲۔ ظنی

قطعی لحاظ سے وہ مقاصد ثابت ہوتے ہیں جو شریعت اسلامیہ کے استقراء تام کے بعد حاصل ہوتے ہیں مثلا یسر اور آسانی کا مقصد کہ اس پر بہت سے دلائل موجود ہیں۔ اور ظنی مقاصد کے اثبات سے مراد یہ ہے کہ جو شریعت اسلامیہ کے مکمل استقراء کے بغیر محض ظن غالب کی بناء پر حاصل ہوں۔ کیونکہ فقہاء کے نزدیک ظن غالب پر عمل کرنا لازم ہوتا ہے۔ [54]

۸۔ مکلفین کے حق میں اثبات کے لحاظ سے تقسیم

اس لحاظ سے مقاصد کی تین اقسام ہیں ا۔ مقاصد کلیہ ۲۔ مقاصد اغلبیہ ۳۔ مقاصد فردیہ

ا۔ مقاصد کلیہ: ان مقاصد کا تعلق تمام مخلوق سے ہوتا ہے اور یہ عمومی طور پر نفع کے لحاظ سے ثابت ہوتے ہیں مثلا قرآن وحدیث کو تحریف سے بچانا، قیام عدل اور مکارم اخلاق وغیرہ۔

۲۔ مقاصد اغلبیہ: وہ مقاصد جن کا اعتبار کرنے سے اکثر مخلوق یا ایک گروہ نقصان سے بچ جاتا ہے مثلا اسلامی بینکوں میں اموال کی حفاظت یا صاحب حرفت لوگوں کو نقصان کی صورت میں ضامن ٹھہرانا وغیرہ۔

۳۔ مقاصد فردیہ: ان کا تعلق خاص فرد کے ساتھ ہوتا ہے مثلا مفقود الخبر کی زوجہ کا فسخ نکاح اور مرض الموت میں طلاق ثلاثہ دینے والے کی زوجہ کو اس کے ترکہ میں سے حصہ دینا وغیرہ۔ [55]

خلاصہ بحث

مقاصد شریعت کا احکام شریعت پر اطلاق اور ان کی اثر اندازی کوئی مستقل دلیل شرعی نہیں بلکہ یہ مخصوص حالات میں احکام شریعت پر اثر انداز ہو کر ان میں تبدیلی یا تخفیف کا سبب بنتے ہیں۔ جس کے لیے ان کا ایک مخصوص اور محدود و متعین دائرہ کار ہے۔ اسی طرح ان کے اطلاق اور وقوع پذیر ہونے کی بھی متعدد صورتیں اور جہات ہیں اور ایسی مختلف جہات میں شدت یا تخفیف جیسے اوصاف کو مد نظر رکھتے ہوئے، احکام شریعت پر ان کی اثر اندازی کے کم و کیف کو متعین کیا جاتا ہے۔ اسی لیے علماء اصول نے مقاصد شریعت کی متعدد جہات سے تقسیمات کی ہیں۔ جس سے مقاصد شریعت کا اصل مفہوم واضح ہو جاتا ہے۔

البتہ ان تقسیمات کے اطلاق اور ان کے اعتبارات میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔اور غیر مجتہد کا ان کے اطلاق میں غلطی کرنے کا قوی اندیشہ ہے اس لیے کہ یہ ایک وسیع اور پیچیدہ علم ہے جسے مجتہد ہی اپنے اجتہاد کے دوران عمل میں لا سکتا ہے۔اس لیے علماء ان کے اطلاق میں بہت احتیاط سے کام لیتے ہیں۔کیونکہ بعض اوقات دوران اجتہاد، مجتہدین کے اپنے مقاصد بھی کار فرما ہوتے ہیں۔اس لیے اجتہادِ مقاصدی میں اس بات کا خاص خیال رکھنے کی ضرورت ہے کہ اجتہادِ مقاصدی کے دوران افراط و تفریط سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے۔

الغرض مقاصد کی سابقہ تقسیمات سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ علماء نے مقاصد کے تمام اعتبارات کو اس کی تقسیمات سے سمجھا دیا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی واضح رہے کہ یہ تمام اقسام نسبت کے اعتبار سے ہیں۔اسی لیے بعض اوقات ایک ہی مقصد، متعدد اعتبارات میں شامل ہوتا ہے۔

حواشی

---

[1] ڈاکٹر محمد یوسف قرضاوی، عوامل السعۃ والمرونۃ فی الشریعۃ الاسلامیہ، (کویت، المجلس الوطنی، 2002)، ص، 11

[2] علی حسب اللہ، اصول التشریع الاسلامی، (بیروت، دار الفکر العربی، 2011م) ص، 144

[3] سورۃ النور: 2

[4] محمد ہشام برہانی، سد الذراءع فی الشریعۃ الاسلامیہ، (دمشق، دار الفکر، 1985م)، ص، 22

[5] امام الحرمین عبد الملک جوینی، البرہان فی اصول الفقہ، (بیروت، دار الکتب العلمیہ، 1992م)، 2:272

[6] سورۃ البقرۃ: 228

[7] محمد علی شوکانی، ارشاد الفحول الی تحقیق الحق من علم الأصول، (مصر، مطبعۃ الحلبی، س۔ن)، ص، 231

[8] ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، السنن، کتاب اقامۃ الصلوۃ، باب ماجاء فی کم یکبر الامام، (بیروت، دار الفکر، س۔ن) حدیث: 1279

[9] عبد المجید سوسوہ، منہج التوفیق والترجیح بین مختلف الحدیث (اردن، دار النفاءس، 1997م) ص، 549

[10] سلیمان بن أشعث ابو داؤد، السنن، کتاب الاجارۃ، باب فی الرجل یبیع مالیس عندہ، (بیروت، دار الکتب العربی، س۔ن)، حدیث: ۳۵۰۵

[11] کامل موسی، المدخل الی التشریع الاسلامی، (بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۹۸۹م)، ص، ۳۲

[12] ابو اسحاق ابراہیم شاطبی، الموافقات فی أصول الشریعہ، (سعودیہ، دار ابن عفان، ۱۹۹۷م)، ۲:۴

[13] جوینی، البرہان، ۱:۲۹۵

14 شیخ طاہر بن عاشور، مقاصد الشریعۃ الاسلامیہ، (اردن، دار النفاءس، ۲۰۰۱م)، ص،۱۴۶

15 ابو عبداللہ محمد الحطاب، مواہب الجلیل شرح مختصر الخلیل، (بیروت، دار عالم الکتب)، ۱:۳۳۳

16 شاطبی، الموافقات، ۲:۷

17 أیضاً، ۲:۷

18 ابن عاشور، مقاصد الشریعہ، ص،۷۹

19 امام الحرمین جوینی، غیاث الأمم فی التیاث الظلم، تحقیق، مصطفی الحلبی، (اسکندریہ، دار الدعوہ)، ص، ۳۴۴

20 شاطبی، الموافقات، ۲:۹

21 سورۃ البقرۃ:۱۸۵

19 سورۃ الحج:۷۸

20 سورۃ النساء:۲۸

21 ابن نجیم، شیخ زین العابدین بن ابراہیم، الأشباہ والنظائر، (بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۹۸۰م)، ۱/۷۵

22 شاطبی، الموافقات، ۲:۹

23 أیضاً، ۲:۱۰

24 عز بن عبد السلام، قواعد الأحکام، تحقیق، محمود شنقیطی، (بیروت، دار المعارف)، ص، ۲۴۰

25 سورۃ الحجر:۴۸

26 سورۃ الزمر:۷۳

27 سورۃ الزخرف:۷۵

28 سورۃ طہ:۷۴

29 شوکانی، محمد بن علی، ارشاد الفحول الی تحقیق الحق من علم الأصول، (بیروت، دار الکتاب العربی، ۱۹۹۹م)، ۱/۲۶۸

30 شاطبی، الموافقات، ۲:۱۷۶

31 شاطبی، الموافقات، ۲:۱۷۷

32 أیضاً، ۲:۱۷۸

33 سورۃ البقرۃ:۱۹۸

34 غزالی، ابو حامد محمد بن محمد، احیاء علوم الدین، (مصر، مکتبۃ مصطفی البابی الحلبی، ۱۳۵۸ھ)، ۴/۳۷۳

35 شاطبی، الموافقات، ۲:۲۰۱

36 سورۃ الذاریات:۵۶

[37] سورۃ النحل:۳۶

[38] شاطبی، الموافقات، ۲:۲۷۶

[39] امیر بادشاہ، محمد امین، تیسیر التحریر، (دمشق، دار الفکر)، ۱/۱۴۶

[40] سورۃ الجمعۃ:۲

[41] سورۃ الذاریات:۵۶

[42] سورۃ النحل:۳۶

[43] شاطبی، الموافقات، ۲:۲۷۶

[44] ابو بکر أحمد بیہقی، السنن الکبری، کتاب الشہادات، باب بیان مکارم الأخلاق، (بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۲۰۰۳م)، ۲۰۷۸۲

[45] سورۃ البقرۃ:۱۸۵

[46] سورۃ الحج:۷۸

[47] یوسف أحمد بدوی، مقاصد الشریعۃ الاسلامیہ عند ابن تیمیہ، (اردن، دار النفاءس، ۱۴۲۱ھ) ص، ۸۰

[48] سورۃ النحل:۹۰

[49] سورۃ الحجرات:۱۳

[50] جمال الدین عطیہ، نحو تفعیل المقاصد فی الشریعہ، (دمشق، دار الفکر، ۲۰۰۱م)، ص۔ ۱۳۱

[51] جوینی، البرہان، ۲:۲۹۶

[52] شاطبی، الموافقات، ۲:۳۰۰

[55] سورۃ الأنعام:۱۰۸

[56] ابن عاشور، مقاصد الشریعہ، ص، ۴۰

[57] ابو حامد محمد غزالی، المستصفی من علم الأصول، (بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۹۹۷م)، ۱:۲۸۷